السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ مسماۃ ہندہ کا زید کے ساتھ عقد ہوا جب زید ہندہ کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ نامرد ہے مردوں کی طرح وہ جماع پر قادر نہ ہوسکا بعض مرتبہ اگر دخول ہوگیا تو عضو فوراً مسترخی ہوکر بے کار ہوجاتا تھا اور پھر اس کی حالت نامردی کی اور ترقی کر گئی زید نے بعد شادی علاج بھی کیا لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہوا اور زید نے ہندہ اور اولیائے ہندہ سے یہ بھی کہا کہ فیصلہ کرلو یعنی طلاق لے لو اور مہر معاف کردو۔ اولیائے زید نے کو سمجھایا کہ گھبراؤمت علاج کرو پھر دیکھا جائے گا لیکن زید ایسا گھبرایا کہ اس نے نکل جانے کا ارادہ کیا اور ہندہ سے کہا کہ پوچھا ہوں گا تو آؤں گا ورنہ نہیں آؤں گا ہندہ نے کہا میں کیا کروں گی؟ زید نے کہا چند دنوں یعنی تین چار مہینے تک میرا انتظار کرنا پھر کوئی کسی کے لیے بیٹھا تھوڑا ہی رہتا ہے نہ میں خوبصورت ہوں نہ مال دار جو مجھ سا تم کو کوئی اور نہ ملے گا۔ پھر بلا اطلاع چل دیا اور پھر آج تک جس کو عرصہ ڈیڑھ برس کا ہوا اس کا کہیں پتا نہ چلا۔ باوجود تلاش کے اس کی کچھ خبر نہ ملی اور نہ اپنی کچھ خبر ہندہ کو بھیجی اب ہندہ ضروریات بشریہ کی وجہ سے متضرر ہے اب وہ عقد ثانی کرنا چاہتی ہے لہٰذا شرع شریف کا ہندہ کے لیے کیا حکم ہے اور جہاں تک غور کیا جاتا ہے زید کی واپسی کی کوئی امید نہیں ہے اور زید ایک مسافر غریب الوطن تھا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں شرع شریف کا حکم ہندہ کے لیے یہ ہے کہ وہ عقد ثانی کرسکتی ہے اگر عدت گزر چکی ہے اور اگر عدت نہیں گزری ہے تو عدت گزرنے کے بعد کرسکتی ہے اس لیے کہ ہندہ پر طلاق کنائی واقع ہوچکی ہے وہ عورت انقضائے عدت کے بعد عقد ثانی کرسکتی ہے ہندہ پر اس لیے طلاق کنائی ہوچکی ہے کہ زید نے ہندہ کے پوچھنے پر کہ تمہارے چلے جانے کے بعد میں کیا کروں گی؟ زید نے کہا چند دنوں یعنی تین چار مہینے تک میرا انتظار کرنا پھر کوئی کسی کے لیے بیٹھا تھوڑا ہی رہتا ہے نہ میں خوبصورت ہوں نہ مال دار جو مجھ سا تم کو کوئی اور نہ ملے گا۔

جس کا مطلب بہت صاف ہے کہ زید نے ہندہ سے کہا کہ تم مدت مذکورہ یعنی تین چار مہینے تک میرا انتظار کرنا پھر دوسرا عقد کرلینا کیوں کہ کوئی کسی کے لیے بیٹھا تھوڑا ہی رہتا ہے تو تم بھی میرے لیے بیٹھی نہ رہنا بلکہ دوسرا عقد کر لینا پس زید کا یہ قول لفظ ابْتَغِي الْأَزْوَاجَ (کوئی خاوند تلاش کرلے) سے ایقاع طلاق میں زیادہ صاف ہے بلکہ قریب بتصریح ہے کیوں کہ لفظ ابْتَغِي الْأَزْوَاجَ میں جس قدر غیر طلاق کا احتمال ہے اس قدر زید کے اس قول میں نہیں ہے اور لفظ ابْتَغِي الْأَزْوَاجَ طلاق کنائی ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں مذکور ہے تو زید قول مذکور بالاولیٰ طلاق کنائی ہے۔

ہدایہ (354/1) کی عبارت یہ ہے۔

وبقية الكنايات اذا نوي بها الطلاق كانت واحدة بائنة وان نوي ثلاثا كانت ثلاثا وان نوي ثنتين كانت واحدة بائنة هذا مثل قوله: انت بائن وبتة وبتلة وحرام الى قوله: ابْتَغِي الْأَزْوَاجَ

(طلاق کنائی میں اگر نیت ایک طلاق کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت ہوگی تو تین ہوں گی اور دو کی نیت ہوگی تو ایک بائن ہوگی جیسے کہے تو بائن ہے تو بتہ ہے تو بتلہ ہے حرام ہے اور کوئی دوسرا خاوند تلاش کرو)

ایسا ہی "کنز الدقائق" میں ہے اور فتاوی عالمگیری (529/1) میں ہے۔

"ابْتَغِي الْأَزْوَاجَ يقع واحدة بائنة ان نواها او ثنتان وثلاث ان نواها هكذا في شرح الوقاية"

اگر لفظ کہے کہ کوئی خاوند تلاش کرلے تو اگر نیت ایک طلاق کی ہوگی تو ایک ہوگی۔ اگر دو کی ہوگی تو دو اور اگر تین کی ہوگی تو تین) باقی رہا یہ امر کہ زید کی نیت بھی اس قول سے طلاق کی تھی یا نہیں؟ سو واضح رہے کہ ضرور تھی اور یہ بہت ظاہر ہے اس لیے کہ زید نے جو بات کہی تھی ہندہ کے پوچھنے پر کہی تھی کہ تمہارے چلے جانے کے بعد میں کیا کروں گی۔؟ ایسی حالت میں ظاہر ہی ہے کہ زید کی نیت طلاق ہی کی تھی یہاں تک کہ اگر زید بالفرض اس نیت سے انکار بھی کرے کہ میری نیت اس قول سے طلاق نہ تھی تو اس کا یہ قول اخیر مسموع نہ ہوگا ہدایہ (354/1) میں ہے۔

"وفی حال مذاكرة الطلاق لم يصدق فيما يصلح جوابا ولا يصلح ردفی القضاء مثل قوله خلية وبرية بائن بتة حرام اعتدي امرک بيدک اختاري لان الظاهر ان مراده الطلاق عند سؤال الطلاق

اگر طلاق کا تذکرہ ہو رہا ہو اور مرد کوئی ایسی بات کہے جو سوال کا جواب ہوسکے اور قضا میں ادا کے لیے صالح نہ ہو تو وہ اگر طلاق کا انکار کرے تو اس کو سچا نہ سمجھا جائے گا جیسے تو کالی ہے تو بری ہے تو بائن ہے تو بتہ ہے تو حرام ہے) تجھے اختیار ہے کیوں کہ اس صورت میں ظاہر اطلاق ہی مراد ہے جب کہ وہ طلاق کا سوال کر رہی ہو(

ظاہر ہے کہ زید کا قول مذکور ہندہ کے سوال کا جواب ہے نہ ہندہ کے سوال کا رد اور نہ وہ رد ہونے کا صالح ہے الحاصل ہندہ پر طلاق کنائی واقع ہوچکی ہے تو ہندہ کو شرعاً اختیار ہے کہ اگر عدت گزر چکی ہے تو ابھی عقد ثانی کرسکتی ہے ورنہ انقضائے عدو اللہ اعلم بالصواب۔

اگر بالفرض زید کا قول مذکور طلاق قرار نہ دیا جائے تو اگر زید نے ہندہ کے لیے نفقہ نہیں چھوڑا ہے جیسا کہ عبارت سوال سے اس کا شعار ہوتا ہے تو اگر ایسی حالت میں ہندہ فسخ نکاح کی طالب ہو تو شرعاً اس کے نکاح کے فسخ کردینے کا

حکم ہے اور جب نکاح فسخ کردیا جائے تو انقضائے عدت کے بعد ہندہ عقد ثانی کرسکتی ہے۔

ردالمختار (1015/2چھاپہ مصر) میں فتاوی قاری الہدایہ سے منقول ہے۔

"حيث سَأل عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة. فأجاب: إذا أقامت بينة على ذلك وطلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب، وفي نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة واذا حضر الزوج الاول وبرهن على خلاف ما ادعت من تركها بلا نفقة لا تقبل بينته لان البينة الاولى ترجحت بالقضاء فلا تبطل بالثانية"

(جب ان سے عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا شوہر غائب ہو جائے اور عورت کے لیے خرچ نہ چھوڑ جائے تو انھوں نے جواب دیا جب عورت اس پر دلائل پیش کر کے ثابت کردے اور فسخ نکاح کا مطالبہ کرے تو میرے خیال میں قاضی اگر فسخ کردے تو یہ فیصلہ نافذ ہوگا یہ قضا علی الغائب کی قبیل سے ہے اور قضا علی الغیب کے نفاذ میں ہمارے نزدیک دو روایتیں ہیں اس کے نفاذ کی روایت کے مطابق حنفی کو جائز ہے کہ عدت کے بعد اس عورت کا نکاح کسی اور سے کردے۔ اگر اس کے بعد اس کا خاوند آجائے اور کہے کہ اس کے پاس خرچ موجود تھا اور دلائل سے ثابت بھی کردے تو بھی اس کی دلیل قبول نہ کی جائے گی کیوں کہ پہلی دلیل فیصلہ کی وجہ سے راجح ہو چکی ہے وہ دوسری سے باطل نہ ہوگی)

وبؤیدہ ما في بلوغ المرام وہو ما اخرجہ سعید بن منصور عن سفیان عن ابي الزناد عن سعید بن المسیب في الرجل لایجد ما ینفق علی اہلہ قال: یفرق بینہما قال ابو الزناد: وقلت لسعید بن المسیب سنۃ؟ قال سنۃ وہذا مرسل قوي"[1]

(اس کی تائید بلوغ المرام میں موجود سعید بن مسیب کے قول سے بھی ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی بیوی کو خرچ نہ دے سکے تو ان میں تفریق کردی جائے میں نے سعید سے پوچھا کیا یہ سنت ہے؟ کہا ہاں اور یہ مرسل قوی ہے۔)

"وفي شرح سبل السلام (١٢٧/٢) ومراسیل سعید معمول بہا لما عرف من انہ لا یرسل الا عن ثقۃ قال الشافعي: والذي یشبہ ان یکون قول سعید سنۃ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(سعید بن مسیب کی مراسیل معمول بہا ہیں کیوں کہ معلوم ہے کہ وہ ثقہ ہی سے ارسال کرتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سعید کے قول "یہ سنت ہے" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے)

(وفیہ ایضاً: وقد اخرج الدار قطني والبیہقي من حدیث ابي ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بلفظہ: قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في الرجل لایجد ما ینفق علی امراتہ قال: (یفرق بینہما

(ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی بیوی کو خرچ نہ دے سکے اس کی عورت کو علاحدہ کردیا جائے)

[وفي بلوغ المرام ایضاً عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کتب الی امراء الاجناد في رجال غابوا عن نسائہم ان یاخذوہم بان ینفقوا او یطلقوا الحدیث اخرجہ الشافعي ثم البیہقي باسناد حسن"[2]"

(حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکروں کے سپہ سالاروں کو لکھا تھا کہ جو لوگ اپنی بیویاں چھوڑ کر باہر چلے گئے ہیں ان سے مطالبہ کرو کہ یا وہ اپنی عورتوں کو خرچ دیں یا طلاق دیں الحدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے)

"وفي سبل السلام (128/2) ہذا دلیل علی انہ یجب احد الامرین علی الازواج الانفاق او الطلاق" اھ

(یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خاوندوں پر خرچ یا طلاق میں سے ایک امر واجب ہے

---

[1]1158) بلوغ المرام رقم الحدیث۔)

[2]1159) بلوغ المرام رقم الحدیث۔)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الطلاق والخلع، صفحہ: 558

محدث فتویٰ